

# پاکستان میں انگریزی ذریعہ تعلیم کی ترویج

## ۱۶ اس کے نتائج

جناب سہیہ طویل صاحبہ - ایم۔ اے ایجوکیشن (پنجاب)

لفظ تعلیم کے لغوی معنی معلومات بہم پہنچانا اور علم سے مستفید کرنا ہے۔ تبدیلی ذہن کا عمل بھی تعلیم کے ذریعہ سے ہی ممکن ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قوم اپنے نظریہ حیات کو آئندہ نسلوں تک منتقل کرنے کا کام تعلیم کے ذریعہ سے ہی سراسر انجام دینے کا حاصل تمام کرتی ہے۔

گویا کہ تعلیم ایک ایسا مسلسل جاری رہنے والا عمل ہے جس کے ذریعہ سے ایک قوم اپنا معاشرتی اور تہذیبی تسلسل برقرار رکھتی ہے۔ اپنے تجربات اور معلومات کو آئندہ نسلوں تک منتقل کرتی ہے اور مادی، معاشی، اخلاقی اور سماجی تمام علوم کو ہم آہنگ کرتی ہے۔ فی الحقیقت تعلیم ہی وہ عمل ہے جس کے ذریعہ سے انسان کی روحانی عقلی اور جسمانی قوتوں کو جلا ملتی ہے۔ نیز اس کی شخصیت کو ایسے متوازن طریق پر نشوونما پانے میں مدد ملتی ہے کہ وہ ملک و ملت، مذہب و معاشرت، مغزنیکی پوری نوع انسانی کے لیے ایک مفید کارکن کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

ہمارا ملک پاکستان جو ۱۹۴۷ء میں بے بہا قربانیوں کے بعد اس مقصد کے حصول کے لیے وجود میں لایا گیا تھا کہ اس خطہ ارض پر خالق کائنات کی حاکمیت کے تصور پر مبنی

نظامِ حکمرانی قائم ہو، تیز بہاں مسلمان اپنی افرادی اور اجتماعی زندگیوں کو قرآن و سنت کی تعلیمات اور ان کے تقاضوں کے مطابق بسر کر سکیں، افسوس ہے کہ قیامِ پاکستان کے ۳۴ سال گزرنے کے باوجود ان میں سے کوئی مقصد بھی حاصل نہ ہو سکا۔ اور وہ خواب جس کی تعبیر حاصل کرنے کے لیے قائد اعظم نے انتھک کوششیں، اس قدر محنت اور بے لوث قربانی سے کام لیا، اب نئے حکمرانوں کو اس مقصد کو یاد دلانے کی کوششیں کرنی پڑ رہی ہیں اور قائد اعظم کا پاکستان جو اعلیٰ نظریات کو پروان چڑھانے اور دنیا کو انصاف و انسانیت کا اعلیٰ ترین نمونہ دکھانے کے لیے بنا یا گیا تھا وہ اپنے وجود کی بقا و حفاظت کا بھی انتظام نہیں کر پا رہا ہے۔ اس کی بے بسی کی حد یہ ہے کہ وہ اپنے ایک بازو (مشرقی پاکستان) سے محروم ہو چکا ہے۔ اور اب اس کے ایک دوسرے حصہ پر بھی اسی دشمن کی نظر ہے۔ اور یہ باقی ماندہ پاکستان نسلی، لسانی، علاقائی اور گروہی تعصبات کا شکار ہو رہا ہے۔ ملک میں بدعنوانی، بد امنی، انتشار، ضمیر فروش اور بدترین جرائم کا طوفان برپا ہے اور قومی یکجہتی کے آثار نمودار ہونے کے بجائے انتشار کے عام ہونے کے مواقع زیادہ نظر آ رہے ہیں۔

ان حالات کی پیدوار کے بارے میں یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ موجودہ انتشار، افراتفری، قومی عدم یکجہتی، بد امنی، ضمیر فروش اور بے حسی کی عام وجہ ملک کے حکمرانوں کی ہوس اقتدار اور اس سے ہر قیمت پر چھٹے رہنے کی خواہش اور بعض دوسرے اسباب بھی ہیں۔ لیکن سب سے بنیادی اور مرکزی وجہ ملک کے نظامِ تعلیم سے متعلق ہر حکومت کی مجرمانہ غفلت اور دانستہ و نادانستہ عدم توجہی بھی ہے۔

گزشتہ ۳۴ سال کے دوران پاکستان میں مختلف حکمرانوں نے ماہرینِ تعلیم سے نظامِ تعلیم سے متعلق متغیر اسکیمیں اور نئی نئی تعلیمی پالیسیاں تو وضع کروائیں، لیکن ان میں سے کسی پر بھی عمل درآمد کی توجہ نہ آئی۔ ان تعلیمی پالیسیوں اور کمیشنوں کی رپورٹوں کی سفارشات کو ناپٹوں اور الماریوں کی زینت بنائے رکھا اور عملاً نہایت احتیاط کے ساتھ اسی تعلیم اور تعلیمی ماحول اور انداز و اطوار کو برقرار رکھتے اور پروان چڑھانے

کی روش جاری رکھی جو طلبہ کے ذہن کو میکالے کی تعمیر و ترویج کردہ چار دیواری کے اندر ہی بنا رکھے اور ان کے اندر وہ آگہی اور شعور نہ پیدا ہونے دے جو مسلسل طالب علم کے اندر علم کی روشنی سے سیراب ہونے کے شوق کو دو چنار کرتا رہتا ہے اور انہیں اپنے علم کو عمل میں لانے پر آمجاڑتا ہے، ترقی کی راہیں کھولتا ہے اور انہیں آسان کرنے میں مددگار ہوتا ہے۔ ایسی ترقی جو بنی نوع انسان کی فلاح کے لیے ہو۔ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ تعلیم میں زبان بنیادی اور فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہے۔ یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ تعلیمی عمل میں تعلیم کی زبان جس قدر زیادہ قابل فہم ہوگی اسی قدر تعلیم زیادہ موثر اور نتیجہ خیز ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی نظام تعلیم میں ذریعہ تعلیم کا قابل فہم ہونا بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ زبان محض افراد کے درمیان رابطہ کا کام انجام نہیں دیتی، بلکہ وہ اس قوم کی ثقافت اور نظریہ و اقدار حیات کی عکاس اور علمبردار بھی ہوتی ہے۔ اسی لیے کسی زبان کی تعلیم سے اس زبان کی ثقافت اور نظریات تصورات کی بھی منتقلی آپ سے آپ (AUTOMATICALLY) عمل میں آتی ہے۔

پاکستان کی قومی زبان اردو ہے اور ملک کے طول و عرض میں آبادی کی اکثریت کے لیے یہی زبان قابل فہم ہے۔ چنانچہ سخریک پاکستان کے دوران ہی ساری قوم اردو کو قومی زبان کے طور پر قبول کر چکی تھی اور قیام پاکستان کے بعد اسی کو قومی زبان قرار بھی دیا گیا۔ اس لیے اردو زبان کو ہی ملک میں ذریعہ تعلیم بننے کا حق حاصل تھا اور ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں مختلف اندرونی اور بیرونی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کی وجہ سے اردو کو اس کا اصل مقام حاصل نہیں ہو سکا۔ اور ایک اجنبی زبان کو مسلسل ملک اور قوم اور اس کی نئی نسلوں پر مسلط رکھا گیا، جو ملک کی ۹۵ فیصد آبادی کے لیے ناقابل فہم ہے۔ وقتاً فوقتاً تعلیمی پالیسیوں کے ذریعے اردو زبان کو مکمل طور پر ذریعہ تعلیم بنانے کے منصوبے ضرور بنائے گئے۔ اور ۱۹۷۳ء کے آئین میں بھی پندرہ سال کے اندر اندر مکمل طور پر اردو زبان کو ذریعہ تعلیم اور قومی زبان بنانے کے لیے باقاعدہ شق موجود ہے۔ لیکن ابھی تک ہنوز قریباً وہی صورت حال ہے جو قیام پاکستان کے وقت تھی۔

مزید برآں ۱۹۸۹ء میں نئی حکومت کی تعلیمی پالیسی کے متعلق دوبارہ تمام پرائیویٹ اسکولوں کو ذریعہ تعلیم اردو زبان کے بجائے انگریزی کو اختیار کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ بلکہ سرکاری تعلیمی اداروں میں تو پہلی جماعت سے طلباء کو انگریزی زبان لازمی مضمون کی حیثیت سے پڑھانے کے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اس طرح سے موجودہ حکومت نے جو منتخب اور چھوٹی حکومت ہونے کی دعویٰ کر رہے، اس نے تو جمہور نوازی اور حب الوطنی کی اپنی اس موجودہ تعلیمی پالیسی سے ایسی مثال قائم کی ہے کہ وہ برطانیہ کی موجودہ انگریزی حکومت تو درکنار برصغیر پاک و ہند کے گورا قبرستانوں میں دفن انگریز بھی انہیں داد سے رہے ہوں گے کہ بے نظیر نے ان سے بڑھ کر انگریزی زبان کی عقیدت و محبت میں ایسا اقدام کیا ہے، جس سے بلاشک و شبہ انگریزوں کی جانشینی کا ایسا حق ادا کیا جائے گا کہ بے چارے انگریز بھی یہ کارنامہ سرانجام نہ دے پاتے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس سے ملک و ملت کے فوہالوں کے ذہنی فکر و عمل، اور نظریہ حیات کے متعلق ان کے تصور و عمل دیوالیہ ہونے میں کوئی کسر نہیں رہ جائے گی۔ لیکن یہی تو لارڈ میکالے کے نظامِ تعلیم کا نکتہ ہا نے مقصود تھا۔

تاہم خدا کا شکر ہے کہ صوبہ پنجاب کی حکومت نے اس حکم پر عمل درآمد سے انکار کر دیا ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ پرائیویٹ اداروں نے دوبارہ انگریزی زبان کو ذریعہ تعلیم بنا لیا ہے۔ اس صورتِ حال میں ہمارا نظامِ تعلیم جو پہلے ہی سے بے مقصدیت کی وجہ سے عجیب رنگا رنگی اور بے رنگی کا شکار تھا۔ تعلیمی اداروں میں طلبہ کے ذہنوں کو مزید کشمکش کا شکار کر دے گا۔

آئیے اب ہم انگریزی زبان کو ملک میں ذریعہ تعلیم بنانے کے مفید اور مضر نتائج کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لے کر دیکھیں کہ اس سے ملک اور قوم اور آئندہ نسلوں کو فائدہ حاصل ہوگا یا نقصان ہی نقصان ہوگا۔

انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنانے کے پس پشت درج ذیل محرکات نظر آتے ہیں:

تعلیمی محرکات | ہم دیکھتے ہیں کہ بہتر ترقی یافتہ ملک نے اپنے طالب علموں کو اپنی ہی

زبان میں تعلیم دے کہ ترقی کی منزلیں طے کیں۔ لیکن پاکستان میں ترقی کے لیے انگریزی زبان کو نافذ کرنا ضروری سمجھا گیا ہے۔ حالانکہ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس ذریعہ تعلیم نے آج تک کتنے کام کے آدمی پیدا کئے ہیں یا صرف انگریز کے نوکر؟ اس تجویز کے پس پردہ جو محرکات سمجھے جاتے ہیں وہ یہ ہیں :-

۱۔ طبقاتی نظام تعلیم کو فروغ دینا۔

۲۔ نصاب میں بیان کردہ نظریات و افکار کی اصل روح سے محروم رکھنا۔

۳۔ طلبہ کے فہم و ادراک کی قوت کو کند کرنا۔

۴۔ حصول تعلیم کے اصل مقاصد کے احساس کو ختم کرنا۔

۵۔ تعلیمی نظام کو (WESTERNIZED) کرنے کے عمل کو تیز کرنا۔

۶۔ طلبہ و اساتذہ میں سطحی علم کو فروغ دینا، کیونکہ طلبہ جب غیر زبان میں تعلیم حاصل کرتے ہیں تو انہیں عموماً اپنا زیادہ وقت محض انگریزی زبان کو سیکھنے اور اس کا فہم حاصل کرنے میں صرف کرنا پڑتا ہے۔ جو وقت وہ دیگر علوم و فنون کو سیکھنے میں صرف کر سکتے تھے۔ حقیقت میں یہ ایک بہت دور رس قدم ہے کہ طلبہ محض ایک زبان کو سیکھنے پر اپنی وہ صلاحیتیں خرچ کر دیں جو وہ سائنس و ٹیکنالوجی اور دیگر جدید علوم سیکھنے پر صرف کر سکتے تھے۔

معاشرتی محرکات اہر محب وطن پاکستانی ملک میں عدم یک جہتی اور انتشار کی فضا سے خائف ہے۔ ان حالات میں تعلیم قومی یک جہتی کو پروان چڑھانے میں بنیادی کردار ادا کر سکتی تھی۔ لیکن افسوسناک امر تو یہ ہے کہ انگریزی زبان کے فروغ نے طبقاتی نظام کو استحکام ہی دیا ہے اور انگریزی ذریعہ تعلیم کو جاری رکھنے کے عمل نے معاشرے میں موجودہ طبقات کے فاصلوں کو مزید گہرا کرنے میں مدد دی ہے۔ یہ وہ ذریعہ تعلیم ہے جو ایسے کالے انگریز پیدا کرتے ہیں کامیاب ہوا ہے جو گورے انگریزوں سے بڑھ کر انگریزی زبان سے محبت کرنے والے ہیں۔ اور اب وہ اسے اس ملک کی قومی زبان بنانے کے لیے لہتے پاؤں مار رہے ہیں۔ ہمارے نزدیک انگریزی زبان کو بحیثیت ذریعہ تعلیم کے جاری رکھنے کے درج ذیل معاشرتی محرکات ہیں :

۱۔ طلبہ میں مغربی ثقافت کو فروغ دے کر اسلامی ثقافت اور نظریہ حیات سے دُور کرنا۔

۲۔ ملک میں معاشرتی، سماجی سطح پر عدم استحکام اور عدم یکجہتی کو فروغ دینا۔

۳۔ ملک کو لسانی بنیادوں پر مزید نسلی منافرت کا شکار کرنا۔ خاص کر انگریزی

زبان کے KNOW HOW کو SYMBOL OF SOCIAL STATUS کے طور پر پیش کرنا اور فروغ دینا۔

سیاسی محرکات | پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا۔ قیام پاکستان کے وقت

اس بات پر کوئی اختلاف نہ تھا۔ لیکن بعد میں سیاسی نظریات کی بھرمار نے پاکستان کو اس کے قیام کے اصل مقاصد سے دُور کر دیا۔ اس کی دیگر کئی وجوہات ہیں سے ایک

بڑی وجہ انگریزی ذریعہ تعلیم کو جاری رکھنا ہے۔ اس وجہ سے جہاں مغربی نظریات کو تعلیم میں فروغ حاصل ہوا ہے، وہاں ملک میں سیاسی عدم استحکام کو بھی فروغ ملا

ہے۔ اس ذریعہ تعلیم سے مغرب زدہ لوگ کی پیشہ لوگ PRO-WEST BUREAUCRATES

پیدا ہوئے ہیں۔ جنہوں نے اپنے ذاتی مفاد کو ملک کی فلاح اور ترقی پر مقدم ہی جانا ہے

نیز درج ذیل امور سیاسی محرکات کے ضمن میں اہم ہیں :

انگریزی ذریعہ تعلیم کو ملک میں فروغ دے کر

۱۔ ملک میں سیکولزم کو فروغ دینا۔

۲۔ اسلامی نظام حکومت کی بجائے مغربی جمہوری نظام کے نظریہ کو قبول عام

بنانا۔

۳۔ پاکستان میں اپنے ہی شہریوں کے ذریعہ سے انگریزوں کے مفادات کا

تحفظ کرنا، نیران کے تشنہ مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی راہیں ہموار کرنا۔

۴۔ عوام کے اندر شعور اور احساس کو پیدا ہونے سے روکنا تاکہ وہ برسر اقتدار

طبقہ کے بڑے اور غلط اقدامات کو سمجھ ہی نہ سکیں۔

معاشی محرکات | پاکستان معاشی وسائل سے مالا مال ہے۔ محض ان وسائل کو

استعمال کرنے کے لیے صحیح منصوبہ بندی کی ضرورت ہے جس کی پاکستان میں کمی ہے اور انگریزی ذریعہ تعلیم کو فروغ دینے کا اصل محرک بھی یہ ہے کہ تعلیم کا حصول مشکل ہوگا تو تعلیم کم سے کم فروغ پائے گی۔ انگریزی ذریعہ تعلیم کے اداروں میں فیس اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ عام انسان ان اداروں میں تعلیم حاصل کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس ذریعہ تعلیم کے فروغ نے تعلیم کو ایک منافع بخش کاروبار کی شکل دے دی ہے۔ حالانکہ مسلم تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ تعلیم ہمیشہ حکومت کی ذمہ داری رہی ہے اور اس سلسلے میں فیس کا تصور نہ تھا۔ آج کے دینی مدارس اسی نظام تعلیم کے باقیات ہیں اور تمام اخراجات تعلیم خود برداشت کرتے ہیں۔

نیز پاکستان کی ۸۰ فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے جو بیشتر ان پڑھ ہے اور زراعت کے پیشہ سے وابستہ ہے اور ملک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ انگریزی زبان سے نابلد ہے۔ ان کے لیے پیداوار اور تقسیم کے لیے جدید طریقہ کار کو جاننا اپنی زبان میں سہل ہوتا ہے۔ اگر تینم اپنی زبان میں دی جائے گی تو اس سے ملک میں ترقی کی راہیں زیادہ کھلیں گی۔ معیشت کمزور نہیں، مستحکم ہوگی۔ صرف ضرورت اس امر کی ہے کہ جدید علم کو حاصل کرنے کے لیے ایسے ترجمہ کے مراکز وجود میں لائے جائیں جو علم کو فوری ملکی زبان میں ترجمہ کر کے بلاتاخیر لوہے سے ملک میں پھیلانے کے لیے موثر طور پر کام کریں۔

مذہبی محرکات | ہر زبان اپنے بولنے والی قوم اور اس کے افراد کی ثقافت اور نظریات کی علمبردار ہوتی ہے۔ چنانچہ محض کسی زبان کی تعلیم دینے یا اسے ذریعہ تعلیم کے طور پر اختیار کر کے فطری طور پر اسی زبان کو بولنے والی قوم کی ثقافت اور نظریات کو پروان چڑھایا جائے گا۔ بخلاف اس کے انگریزی زبان کو بحیثیت ذریعہ تعلیم کے جاری رکھنے سے اسلامی نظریہ حیات اور ثقافت تو نہیں پھلے پھولے گی۔ یقیناً ایک صاحب عقل و دانش رکھنے والا فرد بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ انگریزی ذریعہ تعلیم کو جاری رکھ کر محض مغربی مادہ پرستانہ نظریہ حیات اور ثقافت کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ یوں اسلام

کی جانب رغبت کو کم کر کے اسلامی نظام تعلیم کے تصور کو عملاً بے معنی ثابت کرنے کی سعی کی جا رہی ہے۔

نفسیاتی محرکات | پاکستان میں بنیادی طور پر معاشی اعتبار سے آبادی کو تین طبقات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ اُمراء کا طبقہ (UPPER CLASS) یعنی وڈ پیرے، سردار، خوانین اور بڑے زمیندار، کارخانہ دار، بڑے ستار اور اونچے عہدہ دار وغیرہ۔  
۲۔ متوسط طبقہ (MIDDLE CLASS) کے لوگ یعنی چھوٹے چھوٹے مالکان اراضی، دکاندار اور ملازمت پیشہ۔

۳۔ غریب عوام (LOWER CLASS) یعنی مزدور، لاری، مزارعین اور غیر مالک کاشتکار۔

انگریزی ذریعہ تعلیم میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی اکثریت UPPER CLASS سے تعلق رکھتی ہے، اس کی وجہ ان اسکولوں کی زیادہ فیسیں اور دیگر اخراجات ہوتے ہیں جو عام لوگ برداشت نہیں کر سکتے۔ نیز ان اسکولوں سے فارغ التحصیل افراد عموماً اونچے عہدوں تک باسانی پہنچ جاتے ہیں۔ یوں اس ذریعہ تعلیم کو جاری رکھ کر حکمران طبقہ غلامانہ دور کی روایت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے تاکہ حکمران اور جمہور عوام کے درمیان خلیج برقرار رہے اور آقا اور غلام کا فرق مٹایا نہ جاسکے جب کہ صلاحیت اور ذہانت تو ہر طبقہ کے افراد میں موجود ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ محرک کارفرما نظر آتا ہے کہ ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں کہ جب عام افراد محض ان اسکولوں میں معاشی تنگ دستی کے سبب اپنے بچوں کو تعلیم نہ دلا سکیں تو ان میں فطری طور پر احساسِ کمتری و مایوسی اور لپستی پیدا ہو جائے گی۔ چنانچہ جب عام لوگ اپنے مسائل سے ہی عہدہ برآ نہ ہو پائیں گے تو حکمرانوں کی چالوں کو کیا سمجھیں گے۔ ان کے غلط اقوامت کی مخالفت کیا کریں گے اور یوں حکمران اپنے اقتدار کو طول دے سکیں گے۔

فی الحقیقت انگریزی ذریعہ تعلیم کو جاری رکھنے کی عملی کوششوں کے پس پردہ



موجود اصل مقاصد کو بیان کرنے کا مقصد تعلیمی پالیسی تشکیل دینے والے اور تعلیمی ماہرین کو یہ احساس دلانا ہے کہ وہ ایسی تعلیمی پالیسی مرتب کریں جو ملک و ملت کی فلاح کے لیے ہو، نہ کہ اوپر بیان کردہ محرکات کو مزید فروغ دینے کے لیے۔

ملک میں رائج نظامِ تعلیم اسلامی نظامِ تعلیم کے اصولوں سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ محض اسلامیات اور عربی جیسے مضامین کو موجودہ سیکولر قصاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔ ان کی افادیت دیگر مضامین کے نصاب اور ان میں بیان کردہ نظریات سے متضاد ہونے کے باعث اور مجموعی طور پر اسکول کے ماحول کے مقابلے میں صفر پر جاتی ہے۔ مزید برآں انگریزی ذریعہ تعلیم جاری رکھنے اور اسے فروغ دینے کی سعی سے ملک کے لیے ایسے افراد تیار کرنا ہی مقصد رہ جاتا ہے جو اپنے ذہن سے اپنے ملک کی فلاح و بہبود، ترقی و استحکام اور اپنے اسلامی نظریہ و ثقافت کے فروغ کے لیے کام کرنے کی بجائے مغربی اقوام یا انگریزوں کے غیر تکمیل شاہہ مقاصد کی تکمیل کریں۔

چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ انگریزی زبان کو بہ حیثیت ذریعہ تعلیم کے جاری رکھنے کے بجائے ثانوی زبان کی حیثیت دے دی جائے۔ جہاں تک اس کے ذریعہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے علم اور دیگر جدید علوم کے حصول اور فروغ کا ذریعہ ہونے کا تعلق ہے۔ اس کے لیے ایسے افراد کو انگریزی زبان سیکھنے کے مواقع فراہم کیے جاسکتے ہیں، اور ان کے لیے بھی جو اس زبان سے دلچسپی رکھتے ہوں اور مہارت حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ اس کے علاوہ ایسے اداروں کو وجود میں لایا جائے جہاں جدید علوم کو اپنی زبان میں منتقل کر کے فوری طور پر پورے ملک میں پھیلانے کا موثر انتظام ہو۔ ایسے اداروں میں جب جدید علم کو اپنی زبان میں منتقل کرنے کا موثر نظام قائم ہو جائے گا تو بلا وجہ پوری قوم کے ذہنوں پر ایک غیر ملکی زبان کو مسلط کر کے کیوں ان کے وقت، پیسہ، توانائی اور صلاحیتوں کو ایک زبان سیکھنے پر ضائع کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ جو ہمارا خالق اور پوری کائنات کا رب ہے، وہ بندوں کی نفسیات

اور صلاحیتوں سے بخوبی واقف ہے، جیسی تو اس نے قرآن میں اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ لِيَتَّبِعُوا لَهْمُ

(ابراہیم - ۴)

”ہم نے اپنا پیغام دینے کے لیے جب بھی کوئی رسول بھیجا ہے۔ اس کی اپنی قوم ہی کی زبان میں پیغام دے کے بھیجا ہے تاکہ وہ انہیں اچھی طرح کھول کر بات سمجھائے“

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَ

(ماریم - ۹۷)

تُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا-

”پس اے نبی! اس کلام کو ہم نے آسان کر کے تمہاری زبان میں اس لیے نازل کیا ہے کہ تم پر ہیزگاروں کو خوشخبری دے دو اور ہٹ دھرم لوگوں کو ڈرا دو“

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہر قوم کو اس کی اپنی زبان میں تعلیم دینا ہی اس کے لیے زیادہ سود مند ہے۔